SINCE: 2001 WITH POSITIVE VALUES
TAMIR -E- SIASAT
تعمیر سیاست
Editor in chief :Quazi Makhdoom 9270574444
Tameerurdu@gmail.com ایڈیٹران چیف: قاضی مخدوم
RNI.NO.MAHURD/2017/72712 | Vol:08 / Issue : 26 Sunday 26th January 2025 / Rs.2 / Pages: 4 | www.dailytameer.com | جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۲۶ ر مورخہ، ۲۶ ر جنوری ۲۰۲۵ء، بروز اتوار، ۲۵ ر رجب المرجب ۱۴۴۶ھ، قیمت ۲ ر روپے، صفحات: ۴

نو ٹینشن! بن کر رہے گا بارشی ناکہ ریلوے اسٹیشن، بجرنگ بپا کا تیقن

بیڑ (نامہ نگار): چند ہی دنوں میں بیڑ کو ریلوے کی سہولت ملنے والی ہے۔ بیڑ تک ریلوے کے لیے زمین کے حصول کا کام مکمل ہو چکا ہے اور 12 مارچ 2025 کے پارلیمانی اجلاس کے لیے بیڑ کی ریلوے کے ذریعے سفر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے لیے ضروری عمل جاری ہے۔ اس دوران، بیڑ کے بارشی نکا امام پور روڈ علاقے میں ریلوے اسٹیشن کی مانگ کی گئی ہے۔ رکن پارلیمنٹ ہونے کے ناطے، ریلوے اسٹیشن کی منظوری دلانا میری ذمہ داری ہے۔ آپ بے فکر رہیں، میں بارشی نکا ریلوے اسٹیشن کی منظوری دلوا کر رہوں گا۔ یہ یقین دہانی رکن پارلیمنٹ بجارنگ سونوا نے ریلوے ایکشن کمیٹی کو دی۔ اس دوران کمیٹی نے تالیاں بجا کر ان کا استقبال کیا۔

ہفتے کی شام 5 بجے، سرکاری گیسٹ ہاؤس میں رکن پارلیمنٹ بجارنگ سونوا کی موجودگی میں ریلوے ایکشن کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں کمیٹی کے صدر گمت بھنڈاری، سابق رکن اسمبلی سید سلیم، سابق رکن اسمبلی اوشا دراڈے، سینئر لیڈر سشیلا مورالے، شیو سینا ضلع پرمکھ سپنل گلادھر، این سی پی ضلع صدر راجندر مسکے، بھاگوت تاورے، خورشید عالم، سنیل سرواسے اور بی بی جادھو موجود تھے۔

اجلاس میں ہوئی گفتگو:

اجلاس میں کمیٹی کے صدر گمت بھنڈاری نے وضاحت کی کہ بارشی نکا ریلوے اسٹیشن کیوں ضروری ہے۔ سابق رکن اسمبلی سید سلیم، اوشا دراڈے اور سشیلا مورالے نے بھی اپنے خیالات پیش کیے۔ اس کے بعد، رکن پارلیمنٹ بجارنگ سونوا نے کہا کہ ریلوے بیڑ کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ سالوں سے اس پر جدوجہد ہو رہی ہے۔ بیڑ کے عوام نے مجھے رکن پارلیمنٹ بننے کا موقع دیا ہے اور میں نے اس مسئلے پر فوراً کام شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پہلے مرحلے میں املال نر سے وگھنواڑی اور وگھنواڑی سے نوگن راجوری تک کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اب ریلوے بیڑ تک پہنچنے والی ہے۔ اگرچہ زمین کے حصول کے کچھ مسائل کی وجہ سے تاخیر ہوئی، لیکن اب تمام مسائل حل ہو چکے ہیں۔ بیڑ سے اہلیا پور تک ریل سروس شروع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، اور مارچ کے آخر تک یہ سروس وڈوانی تک پہنچ جائے گی۔ جون-جولائی تک ریل سیرا سالہ پہنچے گی اور مارچ 2026 تک پرلی تک ریل سروس شروع ہوجائے گی۔

بارشی نکا ریلوے اسٹیشن کی مانگ پر گفتگو:

رکن پارلیمنٹ سونوا نے کہا کہ بارشی نکا امام پور روڈ پر ریلوے اسٹیشن کی مانگ جائز ہے۔ انہوں نے کمیٹی کو یقین دلایا کہ ریلوے وزارت کے ساتھ مل کر اس اسٹیشن کی منظوری دلانے کی کوشش کریں گے۔ اس کے لیے کسی تحریک کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میری ذمہ داری ہے اور اسے پورا کرنا میرا فرض ہے۔

تین اہم کاموں کا ذکر:

اجلاس میں رکن پارلیمنٹ سونوا نے کہا کہ اس سال تین اہم کام مکمل کیے جائیں گے:

1. ریلوے کا کام وقت پر مکمل کرنا۔
2. دھاروڑ کے گھاٹ اور پاکلی راستے کے گھاٹ کا کام مکمل کرنا۔
3. بیڑ کے لیے دوسرا بائی پاس منظور کرانا۔

عثمان آباد-جالنا ریلوے منصوبہ:

انہوں نے کہا کہ پرلی ریلوے منصوبے کے مکمل ہونے کے بعد، عثمان آباد-جالنا ریلوے منصوبے کے لیے کوشش کی جائے گی۔ یہ راستہ صرف 180 کلومیٹر کا ہے اور اگر اسے جوڑ دیا جائے تو یہ بیڑ کے لیے ایک بڑا قدم ہوگا۔

کمیٹی اور مقامی لوگوں کی شمولیت:

بارشی نکا علاقے میں ریلوے اسٹیشن کی تعمیر کے امکانات پر کمیٹی اور مقامی شہریوں کے ساتھ تبادلہ خیال کیا گیا۔ کمیٹی نے بتایا کہ اس علاقے میں 60% زمین دستیاب ہے، اور پہلے ہی 22.4 کروڑ روپے خرچ کر کے یہاں ریلوے ٹریک اور اسٹیشن کی تعمیر ہوچکی ہے۔

بارشی نکا اسٹیشن کی خصوصیات:

یہ اسٹیشن ہائی وے اور بائی پاس کے قریب واقع ہے۔ بیڑ کے تاجروں اور مزدوروں کے لیے سہولت بخش ہے۔ سولاپور-جلگاؤں ریلوے راستے کے لیے جنکشن کے طور پر مفید ہوگا۔ نئے اسٹیشن کی جگہ پر زمین کا حصول مہنگا اور وقت طلب ہوگا۔ رکن پارلیمنٹ بجارنگ سونوا نے یقین دلایا کہ اس اسٹیشن کی منظوری دلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

100 شکست خوردہ ایم وی اے امیدواروں کی عدالت میں عرضی داخل

کانگریس پارٹی الیکشن کمیشن کی جانبداری کے خلاف لڑنے کیلئے تیار

الیکشن کمیشن نے ووٹر ڈے کو چیٹر ڈے میں تبدیل کر دیا: پرتھوی راج چوان

ممبئی، 25/ جنوری (عزیز اعجاز) جمہوریت میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کی ذمہ داری خودمختار الیکشن کمیشن پر عائد ہوتی ہے۔ تاہم، کمیشن مہاراشٹر اسمبلی انتخابات کے دوران اس معیار کو برقرار رکھنے میں ناکام رہا ہے۔ انتخابی فہرستوں میں ایک اہم تضاد نے بی جے پی اتحاد کو فائدہ پہنچایا۔ 2024/ کے لوک سبھا انتخابات کے بعد صرف چھ ماہ کے اندر، اسمبلی انتخابات کے لیے ووٹروں کی تعداد میں 48 لاکھ کا اضافہ ہوا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ 2019 اور 2024 لوک سبھا انتخابات کے درمیان - پانچ سال - ووٹروں کی تعداد میں 32 لاکھ کا اضافہ ہوا۔ تو صرف چھ ماہ میں ووٹرز کی تعداد میں 48 لاکھ کا اضافہ کیسے ہوسکتا ہے-؟ کانگریس کے قومی صدر پروین چکرورتی نے مطالبہ کیا کہ الیکشن کمیشن کو اس بے ضابطگی کی وضاحت کے لیے ثبوت فراہم کرنا چاہیے۔ قومی ووٹر ڈے کے موقع پر کانگریس پارٹی نے جمہوریت کے تحفظ کے لیے ریاست گیر احتجاجی مظاہرے کیے اور پریس کانفرنسوں کا اہتمام کیا۔ ممبئی کے گاندھی بھون میں منعقدہ ایک پریس میٹنگ میں پروین چکرورتی، سابق وزیر اعلیٰ پرتھوی راج چوان، اور سابق ایم پی کمار کیتکر موجود تھے۔ میڈیا سے خطاب کرتے ہوئے پروین چکرورتی نے نشاندہی کی کہ الیکشن کمیشن کا دعویٰ ہے کہ مہاراشٹر میں اسمبلی انتخابات کے لیے 7.9 کروڑ ووٹر ہیں۔ تاہم، مرکزی وزارت صحت کے مطابق، مہاراشٹر کی 18 سال سے زیادہ عمر کی بالغ آبادی 54.9 کروڑ ہے۔ اس سے یہ سوال اٹھتا ہے کہ 16 لاکھ ووٹروں میں تفاوت کیسے ہے۔ انتخابی فہرستوں میں کئی بے ضابطگیاں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، شرڈی حلقہ کے لونی گاؤں میں، ایک ہی پتے پر 5000 ووٹر رجسٹرڈ تھے۔ جب کانگریس امیدوار پربھاوتی گھوگرے نے ان ووٹروں سے شناخت اور رہائشی ثبوت مانگے تو انکشاف ہوا کہ وہ مقامی باشندے نہیں تھے۔ الیکشن کمیشن میں شکایت کی گئی لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ لوک سبھا انتخابات کے بعد، 132 اسمبلی حلقوں میں سے ہر ایک میں 20,000 سے 25,000 نئے ووٹروں کا اضافہ کیا گیا۔ ان میں سے 62 حلقوں میں بی جے پی کی قیادت والی اتحاد لوک سبھا انتخابات کے دوران آگے تھا۔ تاہم اسمبلی انتخابات میں اتحاد نے ان 132 حلقوں میں سے 112 پر کامیابی حاصل کی۔ ووٹروں کی تعداد میں اس غیر واضح اور مشکوک اضافے نے شکوک وشبہات کو جنم دیا ہے۔ کانگریس نے مطالبہ کیا ہے کہ الیکشن کمیشن تمام متعلقہ ڈیٹا کو عوامی طور پر جاری کرے۔ چکرورتی نے کمیشن پر مزید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ 25 جنوری کو قومی ووٹر ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے، الیکشن کمیشن نے اسے چیٹر ڈے میں تبدیل کر دیا ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ پرتھوی راج چوان نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ الیکشن کمیشن کو قومی ووٹر ڈے پر مبارکباد دی جانی چاہیے۔

امریکہ کا بھارت کو ٹھینگا، غیر قانونی تارکین وطن کے خلاف مہم

امریکہ میں نومنتخب صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے اپنے انتخابی وعدے پر عمل کرتے ہوئے غیر قانونی تارکین وطن کے خلاف مہم چھیڑ دی ہے، اپنے اقتدار کے اولین ۳ ر دنوں میں ہی ۸ ۵۳ ر غیر قانونی تارکین وطن کو گرفتار کیا ہے، اور سیکڑوں کو ملک بدر کیا۔ وہائٹ ہاؤس کی پریس سیکریٹری کیرولین لیویٹ نے کہا کہ امریکی حکام نے ۵۳۸ ر غیر قانونی تارکین وطن کو گرفتار کیا، اور سیکڑوں کو ملک بدر کر دیا۔ ایک بڑی مہم کا آغاز کرتے ہوئے ٹرمپ نے نئی انتظامیہ کے حلف اٹھانے کے تین دنوں میں ہی یہ کارروائی کی۔ ایک آن لائن پوسٹ میں کیرولین نے کہا کہ ان میں ایک مشتبہ دہشت گرد، ٹرین ڈی آراگوا گینگ کے چار ارکان، اور کئی غیر قانونی افراد کے علاوہ نابالغوں کے خلاف جنسی جرائم کے مرتکب مجرم شامل ہیں۔ فوجی طیاروں کے ذریعے سینکڑوں غیر قانونی تارکین وطن کو ملک بدر کرنے کا سب سے بڑی مہم جاری ہے۔ اس کے علاوہ وائٹ ہاؤس نے امریکی امیگریشن اور کسٹم انفورسمنٹ کے ذریعے گرفتار کیے گئے کچھ لوگوں کے نام اور ان کے ذریعے کئے گئے جرائم بھی درج کئے، جن میں عصمت دری، نابالغ کے ساتھ جنسی زیادتی شامل ہے۔ واضح رہے کہ یہ کارروائی ٹرمپ کے ذریعے امریکی عوام کے تحفظ کے ایک ایگزیکٹیو حکم نامے پر دستخط کرنے کے بعد شروع کی گئی۔ اس میں کہا گیا ہے کہ "گزشتہ چار سالوں میں غیر قانونی تارکین وطن کا ایک سیلاب امڈ آیا ہے۔ انہیں تجارتی پروازوں پر براہ راست امریکہ جانے کی اجازت دی گئی اور دیرینہ وفاقی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے امریکی معاشرے میں آباد ہونے کی اجازت دی گئی۔ ان میں سے بہت سے غیر قانونی غیر ملکی قومی سلامتی، اور عوامی تحفظ کیلئے خطرہ ہیں، جو امریکی عوام کے خلاف گھناؤنی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اللہ خان انگلش میڈیم اسکول میں

سالانہ ثقافتی جشن کا شاندار انعقاد

سولاپور (محمد مسلم کبیر) ہوٹگی روڈ پر واقع ڈاکٹر اسد اللہ خان انگلش میڈیم اسکول کا سالانہ ثقافتی جشن 'آسمان اور کھی ہیں' بڑے جوش وخروش کے ساتھ ہتاتما سمرتی مندر میں منعقد ہوا۔ طلباء نے مختلف فنون کا مظاہرہ کر کے حاضرین کے دل جیت لیے۔ پروگرام میں سماجی موضوعات پر مبنی ڈرامے، حب الوطنی سے بھرپور رقص اور پیرامیڈ پیشکش کے ذریعے طلباء نے اپنی صلاحیتوں کا شاندار مظاہرہ کیا۔ اس موقع پر سولاپور کے مختلف شعبہ جات کی معزز شخصیات کو خصوصی ایوارڈز سے نوازا گیا، جن میں ڈاکٹر امجد سید، ڈاکٹر فہیم گولے والے، پی آئی رئیسہ شیخ، روٹی بینک سولاپور، جمعیت علماء ہند سولاپور، جناب ایوب نلامندو، ایڈوکیٹ ریاض شیخ، اور نعمت پٹیل شامل ہیں۔ ان شخصیات کو یونیک لائف ٹائم اچیومنٹ اور یونیک اچیورز ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا۔ پروگرام میں رکن پارلیمنٹ پرنیتی شندے، اقلیتی کمیشن کے رکن وسیم برہان، ڈاکٹر شفیع چوپدار، اور شہر کے دیگر سماجی و تعلیمی میدان کی ممتاز شخصیات کے علاوہ اسکول کے بانی ڈاکٹر اسد اللہ خان، ضیاء اللہ خان، ٹرسٹیز، پرنسپل سعد اللہ خان، عباد اللہ خان، پرنسپل ثاقب سید، اور سی او آفتاب ملا موجود تھے۔ طلباء کی پیشکش کو والدین اور نے بڑی تعداد میں شرکت کر کے سراہا۔ یہ ثقافتی جشن طلباء، والدین، اور اساتذہ کے لیے یادگار ثابت ہوا۔

راشن کارڈ ہولڈرز، 31 مارچ تک ای۔ کے وائی سی کروائیں: ضلع صدر سمیر خان

بیڑ (پریس ریلیز) جن کارڈ ہولڈرز کو وزیر اعظم کنبہ فلاحی اسکیم کے تحت 5 سال تک مفت اناج دیا جا رہا ہے، ان کارڈ ہولڈرز کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے قریبی راشن دکان پر جا کر اپنے راشن کارڈ پر آن لائن درج تمام افراد کی ای-کے وائی سی کروائیں۔ جو کارڈ ہولڈرز ای-کے وائی سی نہیں کروائیں گے، ان کے نام آن لائن سرکاری ریکارڈ سے ہٹا دیے جائیں گے۔ ساتھ ہی، جن کی ای-کے وائی سی مکمل نہیں ہوگی، وہ مہاتما جیوتیبا پھولے جن آروگیہ یوجنا کے فوائد بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا، اپنے خاندان کے ان تمام افراد کی فوراً ای-کے وائی سی کروائیں جن کی عمر 5 سال سے زیادہ ہے۔ ای-کے وائی سی کروانے کے دوران اگر کوئی مسئلہ آتا ہے، جیسے کہ آدھار کارڈ اپڈیٹ نہ ہونا، تو آدھار کارڈ کو اپڈیٹ کروائیں۔ 5 سال یا اس سے زیادہ عمر کے افراد اور بزرگ شہریوں کے لیے آنکھوں کی اسکیننگ کے ذریعے آئی اسکینر سے ای-کے وائی سی مکمل کی جا سکتی ہے۔ آل مہاراشٹر فیئر پرائس شاپ کیپر فیڈریشن کے بیڑ ضلع صدر سمیر خان نے پریس ریلیز کے ذریعے تمام شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ 31 مارچ سے پہلے اپنے خاندان کے جتنے بھی افراد ممکن ہوں، ان کی ای-کے وائی سی جلد از جلد مکمل کروالیں۔

کلثوم جمعدار عمرگہ جونیئر گولڈ میڈل کے ساتھ انڈیا بیسٹ کے ٹاپ رینکنگ میں شامل

عمرگہ (پریس ریلیز) حال ہی میں ڈاکٹر کلام جونیئر سائنٹسٹ اسکالرشپ مقابلہ جاتی امتحان کی چوتھے فیس کے امتحانات کا نتیجہ اقرا اکیڈمی ایکسیلنسا کولہ کی جانب سے آن لائن ظاہر کیا گیا جس میں شینڈ گے انگلش اسکول عمرگہ کی طالبہ کلثوم سمیر جمعدار (نواسی مرزا شاہین بیگ بیڑ) نے جونیئر گروپ میں ٹاپ 5 رینکنگ میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے 320-89 فیصد نشانات حاصل کیے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے اور اپنی قابلیت ثابت کر کے انڈیا کی 25 گولڈ میڈل اسٹوڈنٹس میں ٹاپ فاؤ Top five میں اپنا مقام قائم کیا ہے مزید تفصیلات کے مطابق اقرا اکیڈمی اف ایکسیلنس کی جانب سے پچھلی 30 سالوں سے خدمت خلق انجام دے رہے پورے بھارت میں اور بین الاقوامی سطح پر مسلم قوم کے طلبہ و طالبات کا ہندوستان کے کونے کونے سے ٹیلنٹ جمع کیا جا رہا ہے واضح ہو کہ حکومت ہند نے 2014 میں ون نیشن ون کریکولم اینڈ ون ایگزام کا فارمولا یعنی ایک ملک - ایک نصاب - ایک امتحان کا نظریہ عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس طرح سے ریاستی سطح کا نصاب مسترد ہو چکا ہے اقرا اکیڈمی کے ذمہ دار ڈاکٹر محمد شکیل انجینیئر صاحب نے خاص کر جو مسلم ہندوستان میں اباد ہیں اور وہ آپنے بچوں کو اردو میڈیم اور انگلش میڈیم سے تعلیم دلوا رہے ہیں اور ان کے بچوں میں ٹیلنٹ ہیں انکے ٹیلنٹ کو ایک پلیٹ فارم دینے کی کوشش ڈاکٹر محمد شکیل صاحب جانب کیجا رہی ہے۔ اسی غرض سے اردو میڈیم کے طلبہ اور انگریزی میڈیم کے طلبہ جو ایک مسلم طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ان کو این۔ سی۔ ار ٹی۔ کے نصاب سے طلبہ و طالبات کو بذریعے IIT JEE neet ایگزام میں بین الاقوامی سطح پر معیاری انداز میں مقابلہ جاتی امتحانات کو منعقد کر کے اپنی بغیر مفاد خدمت دینے کا کام انجام دے رہے ہیں اقرا اکیڈمی ایکسیلنس کی جانب سے ڈاکٹر عبدالکلام جونیئر سائنٹسٹ سکالرشپ ایگزام یہ چار مرحلوں میں منعقد کیا جاتا ہے۔

بیڑ کے سنتوش دیشمکھ اور پربھنی کے سوریہ ونشی کے انصاف کے لیے ممبئی میں مورچہ

ممبئی 25/ جنوری (عزیز اعجاز) مہاراشٹر کی سرزمین پر ایک بار پھر ناانصافی اور ظلم کی حدیں پار ہو گئیں۔ بیڑ ضلع کے مساجوگ گاؤں کے آنجہانی سرپنچ۔ سنتوش دیش مکھ، جنہوں نے زندگی بھر اپنے گاؤں کے لیے سخت محنت کی، اور پربھنی ضلع کے آنجہانی امبیڈکروادی کارکن سومناتھ سوریاونشی کا قتل صرف دو افراد کی جان لینا نہیں بلکہ پورے سماج پر حملہ ہے۔ یہ مہاراشٹر کی روایت پر سوالیہ نشان، جو کبھی انصاف کے لیے جانا جاتا تھا، آج ناانصافی کی لپیٹ میں ہے۔ دن دہاڑے قتل، عصمت دری، ڈکیتی اور خواتین کے اغوا نے امن وامان پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ یہ صورت حال ہماری روایت کی توہین ہے۔ یہ بات ایڈوکیٹ امول ماتلے نے کہی ہے۔ امن وامان کی بات کی جاتی ہے لیکن ان قتلوں نے انتظامیہ کی ناکامی کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ قاتلوں کی حمایت کرنے والی قوتوں کو روکنے کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں اگر صرف سرپنچ اور سماجی کارکن ہی محفوظ نہیں تو عام شہری ان پر کیسے بھروسہ کریں-؟ ہمارا مطالبہ ہے کہ ملزمین کے خلاف فاسٹ ٹریک کورٹ میں مقدمہ چلایا جائے اور ان سفاکانہ قتل کے مجرموں کو سخت سزا دی جائے تا کہ ایسے واقعات دوبارہ رونما نہ ہوں۔ انتظامیہ کی ذمہ داری: پولیس اور اہلکاروں کی بے عملی کے خلاف کارروائی کریں۔ اس مارچ میں سینکڑوں افراد شامل ہوئے۔

جمعیۃ علماء مراہٹواڑہ کی مجلس منتظمہ کا ایک روزہ اجلاس اختتام پذیر

اصلاح معاشرہ اور ملت کے استحکام پر اکابرین کے خطابات

پربھنی، 25 جنوری: آج پربھنی کے پاتھری علاقے میں واقع عیدگاہ میدان میں جمعیۃ علماء مرہٹواڑہ کی مجلس منتظمہ کا ایک روزہ اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں مرہٹواڑہ کے 78 تعلقوں میں سے 71 تعلقوں کے ذمہ داران واراکین نے شرکت کی۔ اس اجلاس کی صدارت مولانا حافظ ندیم صدیقی صاحب (صدر جمعیۃ علماء مہاراشٹر) نے کی۔ نظامت کے فرائض قاری عبدالرزاق ملی نے ادا کیے۔ اجلاس کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا، جو حافظ یوسف نے پیش کی۔ اس کے بعد نعت خوانی کا سلسلہ شروع ہوا، جس میں حافظ اسرار الحق، قاری سعد بن اسلم صدر جمعیۃ علماء ماجھلگاؤں اور مولانا سجاد قریشی نے اپنے خوبصورت کلام سے شرکاء کے قلوب کو معطر کیا۔ نعت خوانی کے بعد تحریکِ صدارت مولانا صادق ندوی (صدر جمعیۃ علماء ضلع پربھنی) نے پیش کی، جس کی تائید حضرت مولانا معز الدین صاحب (صدر جمعیۃ علماء اورنگ آباد) نے کی۔ سابقہ اجلاس کی خواندگی رپورٹ مفتی عبدالرزاق ملی نے پیش کی، جس میں گذشتہ سال کے کاموں کا جائزہ اور آئندہ کے لیے اہم تجاویز شامل تھیں۔ حضرت مولانا عبدالجلیل تابش ملی نے جمعیۃ علماء کی تاریخ اور اکابرین کی قربانیوں پر روشنی ڈالی۔ اجلاس کی صدارت کر رہے جمعیۃ علماء مہاراشٹر کے صدر مولانا ندیم صدیقی نے کہا کہ آج جمعیۃ علماء ہند کے قیام کا تقریباً 108 سال ہو چکے ہیں، اپنے قیام سے لیکر آج تک جمعیۃ علماء نے ہندوستانی مسلمانوں کی ایما و حقوق کی آئینی حدود میں رہ کر حفاظت کی، انھوں نے مزید کہا کہ نئے نئے فتنے مختلف شکلوں میں پیدا ہوتے رہیں گے، اور امت مسلمہ تمام فتنوں کا مختلف طریقوں سے مقابلہ کیا ہے اور آگے بھی کرتے رہیں گے۔ مگر اس وقت سب سے بڑا فتنہ ارتداد کا ہے۔ اور اس کے سدباب کیلئے دیہاتوں میں مکاتب کا قیام ضروری ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ عوام الناس جمعیۃ علماء کی تحریک سے جڑیں لہذا اس وقت ممبر سازی کا کام شروع ہونے والا ہے

SINCE : 2001 INFUSING POSITIVE VALUES
TAMIR - E - SIASAT
تعمیر سیاست
www.tameerurdudaily.com
दैनिक तामीर, बीड

بھارت کا آئین ملک اور جمہوریت کا محافظ اس کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری

مولانا ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی شمسی

بھارت کا آئین جمہوریہ بھارت کا دستور اعلیٰ ہے، اس دستاویز میں جمہوریت کے بنیادی نکات، حکومتی اداروں کے ڈھانچے، طریقۂ کار اور اختیارات کا ذکر ہے۔ نیز بھارت کے شہریوں کے بنیادی حقوق، رہنما اصول اور ان کی ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے۔ بھارت کا آئین دنیا کا سب سے اچھا تحریری دستور ہے، آئین کی مجلس مسودہ ساز کے صدر ڈاکٹر بھیم راؤ رام جی امبیڈکر تھے، جن کو آئین کا معمار اعظم کہا جاتا ہے۔

بھارت کا آئین تمہید سے شروع ہوتا ہے، تمہید میں مندرجہ ذیل باتیں تحریر ہیں:

"ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو ایک مقتدر سماجوادی، غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لئے حاصل کریں

انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع

اور ان سب پر اخوت کو ترقی دیں، جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد، سالمیت کا تیقن ہو۔

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج ۲۶ر نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں، اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔"

بھارت کا آئین ملک بھارت اور اس کی جمہوریت کا محافظ ہے، بھارت کے آئین کو پارلیمان پر فوقیت حاصل ہے، کیونکہ اس کو مجلس دستور ساز نے بنایا ہے، آئین ہند کی تمہید کے مطابق بھارت کے عوام نے اسے وضع اور تسلیم کیا ہے، اس لئے اسے پارلیمان کو معطل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ بھارت کے آئین کو مجلس دستور ساز نے ۲۶ر نومبر ۱۹۴۹ء کو تسلیم کیا اور ۲۶ر جنوری ۱۹۵۰ء کو نافذ کیا، اسی مناسبت سے ۲۶ر جنوری کو یوم جمہوریہ کے طور پہ منایا جاتا ہے۔

بھارت کا آئین بھارت کو آزاد، سماجی، سیکولر اور جمہوری ملک بناتا ہے اور عوام کے لئے انصاف، مساوات اور حقوق کو یقینی بناتا ہے اور تمام مذہبی اقلیتوں کو یکساں ترقی کے مواقع فراہم کرتا ہے۔

بھارت کے آئین کا مسودہ مجلس دستور ساز نے تیار کیا مجلس دستور ساز کے ارکان کو اسمبلیوں کے ارکان نے منتخب کیا تھا، آئین کے مسودہ کی تیاری میں تین سال لگے۔

بھارت کے آئین کے کئی حصے ہیں۔ حصہ اول میں یونین، اس کے علاقے اور ریاستوں کا ذکر ہے، ساتھ ہی اس کے حقوق کے بارے میں بھی وضاحت مذکور ہے، حصہ ۲ر میں شہریت کی وضاحت کی گئی ہے کہ کسے بھارتی شہری کہلانے کا حق ہے اور کسے نہیں؟ حصہ ۳ر میں بھارت کے آئین میں فراہم کردہ بنیادی حقوق کی تفصیلات مذکور ہیں۔ حصہ ۴ر میں مملکت کی حکمت عملی کے ہدایتی اصول اور حصہ ۵ر میں یونین کا تذکرہ ہے۔

بھارت کے آئین کے حصہ سوم میں بنیادی حقوق کا ذکر ہے، یہ بنیادی حقوق ملک میں بسنے والے تمام لوگوں کو شہری حقوق کی ضمانت فراہم کرتے ہیں، یہ بنیادی حقوق ریاست کو فرد کی ذاتی آزادی میں دخل اندازی سے باز رکھتے ہیں، نیز ریاست پر شہریوں کے حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری بھی لازم کرتے ہیں، بنیادی حقوق مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مساوات کا حق (۲) آزادی کا حق (۳) استحصال کے خلاف حق (۴) مذہب، ثقافت اور تعلیم کی آزادی کا حق (۵) آئینی چارہ جوئی کا حق۔

ان میں سے دو حقوق کی وضاحت پیش ہے:

(۱) مساوات کا حق

مساوات کا حق آئین کی اہم ضمانتوں میں سے ایک ہے، اس حق کا تذکرہ دفعہ ۱۴ر اور دفعہ 15 میں ہے، دفعہ ۱۴ر قانونی مساوات کی ضمانت دیتا ہے اور ملک کے تمام شہریوں کو یکساں قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے، دفعہ ۱۵ر میں مذہب نسل، ذات، جنس، جائے پیدائش یا ان میں سے کسی ایک کی بنیاد پر امتیازی سلوک کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے، جبکہ دفعہ ۱۶ر میں عوامی روزگار کے مساوی مواقع فراہم کرنے کی ضمانت دی گئی ہے اور ریاست کو محض مذہب، نسل، ذات، جنس، جائے پیدائش، جائے سکونت یا ان میں سے کسی ایک کی بنیاد پر کسی شہری کے خلاف امتیازی سلوک کرنے سے باز رہنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ نیز اس دفعہ میں ریاست کے تمام پسماندہ طبقات کے شہریوں کو عوامی خدمات میں مناسب نمائندگی کو یقینی بنانے کے لئے مثبت کارروائی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ دفعہ ۱۷ر میں چھوت چھات کو قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے، جبکہ دفعہ ۱۸ر میں ریاست کو فوجی یا تعلیمی امتیازات کو چھوڑ کر کسی کو بھی القاب سے نوازنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) آزادی کا حق

بھارت کے آئین نے ملک کے شہریوں کو آزادی کا حق بھی فراہم کیا ہے۔ اس حق کا تذکرہ دفعہ ۱۹ر سے دفعہ ۲۲ر تک میں ہے، دفعہ ۱۹ر میں شہری حقوق کے تحت ۶ر قسم کی آزادیوں کی ضمانت دی گئی ہے، یہ حقوق صرف ہندوستانی شہریوں کو حاصل ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) اظہار رائے کی آزادی (۲) بغیر ہتھیار کے اجتماع کی آزادی (۳) تنظیم کی آزادی (۴) بھارت میں سفر کی آزادی (۵) بھارت کے کسی بھی خطے میں سکونت کی آزادی (۶) پیشہ، کاروبار یا تجارت کی آزادی، یہ تمام آزادیاں دفعہ ۱۹ر سے دفعہ ۲۲ر تک میں مذکور ہیں، گرچہ کچھ مناسب پابندیوں کے تحت جنہیں ریاست کی جانب سے ان پر نافذ کیا جا سکتا ہے، دفعہ ۲۳ر اور دفعہ ۲۴ر میں استحصال کے خلاف حقوق کا تذکرہ ہے۔

اسی حقوق آزادی میں مذہبی آزادی بھی شامل ہے، جس کی ضمانت بھارت کے آئین کے دفعہ ۲۵ر تا ۲۸ر میں دی گئی ہے۔ بھارت مذہب کے معاملے میں ایک متنوع ملک ہے،، دنیا کے اہم مذاہب میں سے چار مذاہب یعنی ہندومت، جین مت، بودھ مت اور سکھ مت کا آغاز یہیں سے ہوا، ان کے علاوہ دیگر مذاہب کے ماننے والے مسلم، عیسائی وغیرہ بھی یہاں رہتے ہیں، یہاں کا آئین ان تمام مذاہب کو آزادی فراہم کرتا ہے، اس طرح اس ملک میں ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی چار اہم مذاہب کے ماننے والے بستے ہیں، ان کے علاوہ اور بھی مذاہب کے ماننے والے رہتے ہیں، بھارت کا آئین ان سبھی مذاہب کو آزادی فراہم کرتا ہے۔ پھر دفعہ ۲۹ر میں تعلیمی وثقافتی آزادی کے حقوق کا تذکرہ ہے، جبکہ دفعہ ۳۰ر میں تعلیمی ادارے قائم کرنے کی آزادی کے حقوق کا بیان ہے۔

ملک بھارت کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرانے، امن ومحبت کا گہوارہ بنانے اور جمہوری اقدار کی تعمیر میں جس طرح علمائے کرام اور مسلم مجاہدین آزادی کا اہم کردار رہا ہے، اسی طرح ملک میں آئینی اور جمہوری نظام قائم کرانے میں بھی علمائے کرام اور مسلم مجاہدین کا اہم کردار رہا ہے۔ آئین سازی کے موقع پر ان حضرات نے دور اندیشی کا ثبوت دیا اور ملک میں آئینی اور جمہوری نظام کے قیام پر زور دیا، انہیں حضرات کی قربانیوں اور بے لوث فکرمندیوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارا ملک جمہوری ملک کہلاتا ہے، جہاں ملک کے آئین کو بالا دستی اور ہر مذہب کے ماننے والے لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے، نیز ظلم اور ناانصافیوں کے خلاف احتجاج اور آواز بلند کرنے کا حق حاصل ہے، ساتھ ہی ملک کی تعمیر وترقی، اس کی سالمیت، امن وشانتی اور تہذیب وثقافت کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کا اختیار حاصل ہے۔

موجودہ وقت میں کچھ لوگ ملک کے آئین میں تبدیلی کی بات کرتے ہیں، یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے، ۲۶ر جنوری یوم جمہوریہ ہے، اس تاریخ کو یادگار کے طور پر بنایا جاتا ہے، اس لئے ۲۶ر جنوری یوم جمہوریہ کے موقع پر ہم سب عہد کریں کہ ہم بھارت کے آئین کی حفاظت کریں گے، ملک کی تعمیر وترقی، امن وشانتی اور پیار ومحبت کو عام کرنے میں بھرپور حصہ لیں گے۔

بھارت زندہ باد، بھارت کا آئین پائندہ باد

اقوال زریں

☆ خاموشی بے وقوفی کا پردہ ہے۔
☆ کانٹوں سے بھری شاخ کو ایک پھول خوبصورت بنا دیتا ہے اور غریب سے غریب عورت گھر کو جنت بنا دیتی ہے۔
☆ ہر مشکل انسان کی ہمت کا امتحان لینے آتی ہے۔
☆ جس میں صبر نہیں اس میں دانائی نہیں۔
☆ دنیا میں ماں سے زیادہ کوئی ہمدرد دستی ہی نہیں۔
☆ غرور تباہیوں کا پیش خیمہ ہے۔
☆ لوگوں کے اکثر گناہ زبان سے سرزد ہوتے ہیں۔
☆ حکمت ایک درخت ہے جو دل سے اگتا ہے اور زبان سے پھیلتا ہے۔
☆ ندامت کا آنسو گناہوں کے داغ دھبے دھو ڈالتا ہے۔
☆ خود کو کمتر اور دوسروں کو زیادہ سے زیادہ بہتر جانو۔
☆ جو شخص کسی دوسرے کے عیب چھپائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
☆ اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں پر اللہ کی ذات نہ ہو۔ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)
☆ سب سے بڑی جہالت اپنے آپ کو بہتر سمجھنا ہے۔ (حضرت امام غزالیؒ)
☆ پیغمبروں کی میراث علم ہے اور فرعون و قارون کی میراث مال۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہہ)
☆ دین خزانہ ہے اور علم اس کا راستہ۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہہ)
☆ اگر غرور کوئی علم ہوتا تو اس کے سند یافتہ بہت ہوتے۔ (ہربرٹ اسپنر)

ہندستانی جمہوریت نظریات، تنوع اور چیلنجز

محمد عارف انصاری

جمہوریت دنیا کے مقبول ترین نظام حکومت میں سے ایک ہے، جو انسانی حقوق، آزادی، مساوات اور انصاف کے اصولوں پر مبنی ہے۔ یہ نظام انسانی معاشرے کو اجتماعی فیصلہ سازی اور عوامی رائے کے ذریعے چلانے کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور ہر شہری کو اپنی زندگی کے فیصلے کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ ابراہم لنکن کے مطابق، جمہوریت عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے اور عوام کے لیے ہے، جبکہ ہیروڈوٹس نے اسے ایسا نظام قرار دیا جس میں معاشرے کے تمام افراد کو قانونی طور پر اختیارات دیے جاتے ہیں۔ وڈرو ولسن نے جمہوریت کی خوبی یہ بیان کی کہ یہ ہر فرد کو اپنی صلاحیتوں کے مطابق ترقی کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ تاہم، کارل مارکس نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ جمہوریت میں سیاسی طاقت عوام کے پاس ہونے کے باوجود حقیقی اختیار اکثر سرمایہ دار طبقے کے پاس رہتا ہے۔ ونسٹن چرچل نے جمہوریت کو دیگر تمام نظاموں کے مقابلے میں کم نقصاندہ قرار دیا۔ مجموعی طور پر، جمہوریت کا بنیادی مقصد عوامی فلاح وبہبود، اجتماعی ترقی، اور مساوات کو یقینی بنانا ہے، جو اسے ایک متوازن اور مؤثر طرزِ حکومت بناتا ہے۔

اسلامی فکر میں جمہوریت کا تصور شوریٰ کے اصول پر مبنی ہے، جو قرآن وسنت سے اخذ کردہ ایک اہم نظریہ ہے۔ شوریٰ کا مطلب ہے اجتماعی مشورہ، جہاں فیصلے باہمی مشاورت اور اتفاق رائے سے کیے جاتے ہیں۔ اسلامی جمہوریت میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مختص ہے، اور حکمران عوام کے نمائندے ہوتے ہیں جو شریعت کے اصولوں کے تحت حکومت چلاتے ہیں۔ یہ نظام عوام کو ان کے بنیادی حقوق، انصاف، مساوات اور آزادی کی ضمانت دیتا ہے، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے: "اور ان کے کام باہمی مشورے سے چلتے ہیں" (الشوریٰ: 38)۔ اسلامی جمہوریت میں فیصلے کسی فرد یا طبقے کی مرضی پر نہیں بلکہ اللہ کے حکم اور شریعت کے اصولوں کے تحت کیے جاتے ہیں، جو اجتماعی فلاح کو یقینی بناتے ہیں۔ مولانا مودودی نے اپنی تصنیف "اسلامی ریاست" میں اسلامی جمہوریت کو ایک ایسا نظام قرار دیا ہے جو الہامی ہدایات اور عوامی رائے دونوں کو ہم آہنگ کرتا ہے۔ اس میں حکمران اپنی ذمہ داری کے لیے عوام کے ساتھ ساتھ اللہ کے حضور بھی جوابدہ ہوتے ہیں، جو اس نظام کو نہ صرف اخلاقی بلکہ روحانی اعتبار سے بھی مضبوط بناتا ہے۔ اسلامی جمہوریت فرد اور معاشرے کے حقوق وفرائض کے درمیان ایک متوازن تعلق قائم کرتے ہوئے عدل وانصاف پر مبنی ایک مثالی نظام پیش کرتی ہے۔

ہندو مذہب میں جمہوریت کا تصور قدیم ویدک دور سے ہی موجود ہے، جہاں سماجی وسیاسی فیصلے پنچایت یا سبھا کے ذریعے کیے جاتے تھے۔ ویدک سبھائیں اور کمیٹی عوامی مشورے اور فیصلہ سازی کے مراکز تھے، جہاں تمام طبقوں کو شرکت کا موقع دیا جاتا تھا۔ رگ وید میں سماجی ہم آہنگی اور انصاف پر مبنی حکومتی نظام کا ذکر ملتا ہے، جس میں "سب کا بھلا اور کسی کا نقصان نہ ہو" کے اصول کو ترجیح دی گئی ہے۔ مشہور ہندو دانشوروں، جیسے کہ کوٹلیہ (چانکیہ)، نے اپنی کتاب ارتھ شاستر میں ایک مضبوط اور منصفانہ حکومتی نظام کی ضرورت پر زور دیا، جہاں عوام کی فلاح و بہبود حکمران کی اولین ذمہ داری ہو۔ یہ قدیم نظام ایک محدود جمہوری سوچ کی عکاسی کرتا ہے، جس میں اخلاقیات اور انصاف کو حکومت کے بنیادی اصولوں میں شامل کیا گیا تھا۔

ہندُستان ایک جمہوری ملک ہے، اس کی جمہوریت اپنی تنوع، مساوات اور آئینی بنیادوں کے باعث دنیا میں منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ ۲۶ر جنوری ۱۹۵۰ء میں ہندُستان کا آئین نافذ ہوا، جس نے ملک کو ایک خودمختار، سوشلسٹ، سیکولر اور جمہوری ریاست کی حیثیت دی، اس لیے اس دن کو جمہوریہ ہند کی تاریخ میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ اس دن کو منتخب کرنے کی ایک اہم وجہ یہ تھی کہ ۲۶ر جنوری ۱۹۳۰ء کو کانگریس نے لاہور اجلاس میں "پورن سوراج" (مکمل آزادی) کا اعلان کیا تھا۔

آئین کے نفاذ کے ساتھ ہی ہندُستان دنیا کے سامنے ایک جدید جمہوری ریاست کے طور پر ابھرا، جہاں تمام شہریوں کو مذہب، ذات، جنس اور زبان کی تفریق کے بغیر مساوی حقوق وآزادی فراہم کی گئی۔ یہ دن قومی اتحاد، آئینی بالادستی اور عوامی اقتدار کی علامت ہے، جو ہندُستانی جمہوریت کی بنیاد عوامی اقتدار، مساوات، انصاف اور سیکولرزم پر مستحکم کرتا ہے۔ ہر سال یوم جمہوریہ شاندار فوجی پریڈ، ثقافتی جھلکیوں اور عوامی جوش وجذبے کے ساتھ منایا جاتا ہے جو ہندُستان کی تنوع میں وحدت اور جمہوری اقدار کو اجاگر کرتا ہے۔ تاہم، موجودہ جمہوریت کو طبقاتی فرق، سیاسی بدعنوانی اور ذات پات پر مبنی سیاست جیسے چیلنجز کا سامنا ہے، جو جمہوری اصولوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور عوامی فلاح و بہبود کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ ان تمام حقائق کے باوجود، ہندُستانی جمہوریت اپنی وسعت، تنوع اور عوامی شمولیت کے باعث دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کی حیثیت رکھتی ہے۔

ہندُستانی جمہوریت نے عوام کو مساوی حقوق، آزادی اظہار اور تعلیم وصحت کی سہولتوں تک رسائی جیسے بے شمار فوائد دیے ہیں۔ انتخابات کے ذریعے عوام کو اپنی حکومت بنانے کا اختیار ملتا ہے، جو سیاسی شمولیت کو بڑھاتا ہے۔ سماجی انصاف اور غریبوں کی فلاح کے لیے کئی اسکیمیں نافذ کی گئی ہیں، جیسے مہاتما گاندھی نریگا اور پی ڈی ایس سسٹم۔ تاہم، جمہوریت کے نقصانات میں سیاسی بدعنوانی، عوامی وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، اور ذات پات یا مذہب پر مبنی سیاست شامل ہیں، جو عوامی اتحاد کو متاثر کرتے ہیں۔ اکثر اوقات عوامی مفادات پر مبنی اسکیمیں صرف ووٹ حاصل کرنے کے لیے بنائی جاتی ہیں اور ان پر عمل درآمد ناقص ہوتا ہے، جس سے عوامی فلاح کے بجائے حکمران طبقے کے ذاتی مفادات کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، جمہوریت میں عوامی مفادات کی تکمیل ممکن ہونے کے باوجود، عملی مسائل کے باعث اس کے فوائد مکمل طور پر عوام تک نہیں پہنچ پاتے۔

بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کی قیادت میں موجودہ ہندُستانی حکومت ہندو نواز پالیسیوں کے باعث ایک متنازع موضوع رہی ہے۔ اگرچہ ہندُستانی آئین سیکولرزم کو بنیاد بناتے ہوئے تمام مذاہب کے لیے مساوی حقوق اور آزادی کی ضمانت دیتا ہے، تاہم بی جے پی کی حکومت پر یہ الزام عائد کیا جاتا رہا ہے کہ وہ ہندو مذہب کی بالادستی کو فروغ دینے اور اقلیتوں کے حقوق کو نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر، شہریت ترمیمی قانون (CAA) اور نیشنل رجسٹر آف سٹیزنز (NRC) جیسے اقدامات کو اقلیتوں، خاص طور پر مسلمانوں کے لیے امتیازی قرار دیا گیا۔ ایودھیا میں بابری مسجد کے مقام پر رام مندر کی تعمیر کے فیصلے کو ہندو اکثریت کی خواہشات کے مطابق اہم سیاسی کامیابی کے طور پر پیش کیا گیا۔

تاہم، بی جے پی حکومت کا یہ موقف رہا ہے کہ وہ "سب کا ساتھ، سب کا وکاس" کے اصول پر عمل پیرا ہے اور ان پالیسیوں کا مقصد قومی اتحاد اور ترقی کو فروغ دینا ہے۔ ان کے معاشی اور سماجی پروگراموں، جیسے اجولا یوجنا، آیوشمان بھارت، اور ڈیجیٹل انڈیا، نے مختلف طبقات کو فائدہ پہنچایا ہے، لیکن سیاسی ماحول میں مذہبی پولرائزیشن اور اقلیتوں کے احساس عدم تحفظ نے ہندُستانی سیکولر جمہوریت کے تشخص پر سوالات اٹھائے ہیں۔ اس لیے موجودہ حکومت کی پالیسیاں، ایک طرف اکثریتی طبقے کی توقعات کو پورا کرتی ہیں، تو دوسری طرف اقلیتوں میں اعتماد کے فقدان کو جنم دیتی ہیں، جو ایک جامع اور غیر جانبدار جمہوری نظام کے لیے چیلنج ہے۔

سوال:

لوگ کہتے ہیں کہ اگر روٹی کا ٹکڑے راستے میں گرے ہوں تو انہیں اُٹھا کے ایک طرف رکھ دیں تو اس سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

جواب:

یہ ٹھیک بات ہے کہ اگر وہ ٹکرے راستے میں گرے ہوئے ہوں تو اُنہیں ایک طرف رکھ دو۔ دیوار کے ساتھ رکھ دو، کسی قبرستان میں پھینک دو، کسی اور جگہ پھینک دو۔ اس سے رزق میں یوں اضافہ ہوگا کہ اُسے پرندہ کھا جائے گا یا چیونٹی کھا جائے گی۔ پرندہ اور چیونٹی جب رزق کھا جائے تو وہ دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ جس نے ہمیں کھلایا اُس کے رزق میں اضافہ کر۔ بات سمجھ آئی آپ کو؟ اس لیے جب رزق میں کمی آجائے تو دانہ چیونٹیوں کے بلوں میں لے جاؤ۔

رحمتہ اللہ علیہ
حضرت واصف علی واصف

www.kashifpublications.com
Facebook.com/kashifpublications

غزل

بے قیمت ہے میری محبت تیرے نزدیک
کرتے ہوں تم نفرت میرے نزدیک
آخر کرتے ہوں کیوں تم ایسا بتاؤ ذرا
چھوڑوں دشمنی آؤں نزدیک
کیوں اتنا غموں سے بھرے جا رہے ہوں
راضی ہو جاؤں آؤں نزدیک
نیند سے محروم ہوں مشتاق ہوں تیرے دیدار کا
دکھا دو جھلک آؤں نزدیک
نہ دکھاؤں اپنی ندامت کی کرامت
بس جاؤں میرے جگر میں آؤں نزدیک

طالب علم: محمد فیضان سخی

غزل

تمہاری ہر ایک ادا میں دل کی بے قراری ہے
تمہاری خاموشی میں بھی، دل کی سب باتیں ساری ہیں
یادوں کا رنگ تمہاری تصویر کی طرح چمکتا ہے
تمہاری مسکراہٹ میں، ہر غم مٹتا ہے، دل رکتا ہے
تمہاری آنکھوں میں جو رنگ ہیں، وہ خوابوں سے بڑھ کر
میرے دل کی دھڑکنیں بھی تمہاری سانسوں میں رقص کر
تمہاری ہنسی کے سنگ، خوشبو بہاروں کی ہے
تمہاری آواز میں کوئی سنگیت، جو دل کی گلیوں میں گونجتی
میری دعاؤں میں ہر پل تمہارا ہی نام ہے
تمہاری محبت میں ہی سچ کا راز ہے، میری جان ہے
محبت کی یہ روشنی کبھی مدھم نہ ہو
تمہاری آنکھوں میں جو محبت ہے، وہ دل میں سچائی ہو
گلابؔ اب تو یہ دل تمہارے بنا کچھ نہیں سمجھتا
تم سے جڑے یہ پل، بس تم تک ہی پہنچتے ہیں

طالب علم: محمد گلاب حسین
جامعہ دارالہدیٰ کرناٹک

غزل

دل کہاں بات کچھ سمجھتا ہے
حسن والوں پہ ہی یہ مرتا ہے
محفلوں میں تو شاد رہتا ہے
دل یہ تنہائی میں تڑپتا ہے
ہم سفر، ہم مزاج گر ہو تو
ہر سفر مسکراتے کٹتا ہے
دل تو ملتا ہے صرف اپنوں سے
غیر سے دل کہاں یہ لگتا ہے
لاکھ کر لو جفائیں اس دل پر
یہ کہاں راہ سے بھٹکتا ہے
حسرتیں ہی امنگ لاتی ہیں
اور امنگوں سے دل چہکتا ہے
دل کو مطلب کہاں زبانوں سے
دل تو دل کی زباں سمجھتا ہے
کون ہے دل نشیں ترا اختر
جس سے دل میں قرار پلتا ہے

شمیم اختر

غزل

اسی کو بھٹکاتے ہیں
اجنبی جیسا برا بھلا کہتے ہیں
آؤں محبت کی انتظام کرتے ہیں
وہ محبت کی آواز کو تمام کرتے ہیں
دل کو جو غلام بناتے ہیں
وہ ہمارا احترام کرتے ہیں
جو برے کام کو اختیار کرتے ہیں
ہم برے کاموں کو جہاں سے
تمام کرتے ہیں خیالوں میں
ہم سے ہی تو دیوانہ ہے یہ دنیا
محبت کہ رضا دشمن ٹوٹتے ہیں

احسان رضا
جامعہ دارالہدیٰ کرناٹک

SINCE : 2001 INFUSING POSITIVE VALUES

TAMIR E - SIASAT تعمیر سیاست

www.tameerurdudaily.com

दैनिक तामीर, बीड

ہندوستان کا آئین اور اس کے تقاضے

ڈاکٹر سید اسلام الدین مجاہد (حیدرآباد)

"ہمارے ملک کی بنیاد مساوات، اخوت اور بھائی چارے پر ہے دستور کے معماروں نے جن امیدوں اور آرزؤں کے ساتھ ایک منفرد دستور کی تدوین کر کے اسے 26 جنوری 1950 سے ملک میں نافذ کیا تھا"

ہندوستانی قوم آج اپنے ملک کا 75 واں یوم جمہوریہ بڑے تزک وشان سے منارہی ہے۔ آج کا یہ تاریخی دن ہر محب وطن کو ہندوستان کے آئین اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کی یاد دلاتا ہے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ ہندوستان نے جمہوریت کے اس سفر کو مختلف چیلنجوں سے نبرد آزما ہوتے ہوئے طے کیا ہے۔ گزشتہ 74 سال کے دوران بہت سارے نشیب وفراز آتے رہے لیکن ہندوستان نے جمہوریت کو خیرآباد نہیں کیا۔ یوم جمہوریہ دراصل آزاد ہندوستان میں نافذ کئے گئے آئین کی سالگرہ کا دن ہے۔ ہمارے دستور نے ہندوستان کو ایک جمہوری، سیکولر اور سوشلسٹ ملک قرار دیا ہے۔ ہمارے ملک کی بنیاد مساوات، اخوت اور بھائی چارے پر ہے۔ دستور کے معماروں نے جن امیدوں اور آرزؤں کے ساتھ ایک منفرد دستور کی تدوین کر کے اسے 26 جنوری 1950 سے ملک میں نافذ کیا تھا آج جمہوریت کا جشن مناتے ہوئے ہم اپنے آپ سے سوال کریں کہ واقعی ہم نے بحیثیت قوم ان خوابوں کو شرمندہ تعبیر کرنے کی کوشش کی جو ہمارے قوم کے رہنماؤں نے ملک کے دستور کو قوم کے حوالے کرتے دیکھے تھے۔ کیا واقعی دستور کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے ہمارے حکمرانوں نے مخلصانہ جدوجہد کی؟ کیا ملک کے ہر شہری کو اس کے دستوری حقوق سے مستفید ہونے کا موقع دیا گیا؟ ملک میں قانون کی حکم رانی کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات کئے گئے؟ اور سماج کے تمام طبقات کے ساتھ انصاف اور مساوات کا سلوک روا رکھا گیا؟ ان سوالات کے جوابات تلاش کئے جائیں تو اکثر جواب ہمیں نفی میں ملیں گے۔ ہمارے ملک میں گزشتہ پون صدی سے جمہوریت تو قائم ہے لیکن جمہوریت کے بنیادی اصولوں پر عمل آوری نہیں ہوسکی۔ آج ہمارا ملک سائنس و ٹکنالوجی کے شعبہ میں کافی ترقی کر چکا ہے۔ وہ دنیا کی ایک عظیم نیوکلیئر طاقت بن چکا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی میں بھی وہ اپنا لوہا منوا چکا ہے۔ لیکن ملک کے عوام کی غربت کو دور کرنے میں وہ کامیاب نہیں ہوسکا۔ ملک میں تعلیمی پسماندگی اب بھی باقی ہے۔ دولت کی نامساویانہ تقسیم نے امیر اور غریب کے درمیان ایسی حد فاصل کھینچ دی ہے کہ اسے ختم کرنا اب ممکن نہ رہا۔ دولت مند مزید دولت مند ہوتا جارہا ہے اور غریب مزید معاشی بدحالی کا شکار ہورہا ہے۔ سطح غربت سے نیچے زندگی گزارنے والوں کی تعداد دن بہ دن بڑھتی جارہی ہے۔ آزادی کے 75 سال ہم نے یوں ہی ضائع کردئے۔ ملک میں ایک منفرد دستور کے ہوتے ہوئے تعصب اور جانبداری کا ماحول بڑھتا گیا۔ ملک کے مخصوص طبقات کو ہر قسم کی مراعات سے نوازا جاتا رہا اور بعض طبقات سے ان کے جائز حقوق بھی چھین لئے گئے۔ ایک طاقتور قوم ایک پائیدار دستور رکھتے ہوئے بھی کامیابی اور ترقی کی شاہ راہ پر چلنے میں کیوں ناکام ہوگئی؟ یہ وہ سوال ہے جس پر یوم جمہوریہ کے اس یادگار موقع پر سنجیدگی سے غور کرنا ضروری ہے۔ ہندوستانیوں کے لئے یوم جمہوریہ کا یہ دن یوم احتساب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملک کے حکمرانوں کو بے لاگ انداز میں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے دیکھنا چاہیے کہ ہمارے ملک میں جمہوریت کیوں لڑکھڑا رہی ہے؟ ملک کے شہریوں میں جمہوری نظام کے تعلق سے بے اعتمادی کیوں بڑھتی جارہی ہے؟ اور قانون کی بالادستی کا تصور کیوں مفقود ہوتا جارہا ہے؟ ملک کے دستوری اداروں پر حکومت کا دباؤ بڑھنے کے پس پشت کیا عناصر ہوسکتے ہیں؟ اور کیا ہندوستان اپنی دیرینہ روایات پر قائم ہے؟ یہ وہ اندیشے اور خدشات ہیں جس نے ہندوستانی جمہوریت کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ جمہوریت اور سیکولرازم ہندوستانی دستور کی اساس ہے۔ لیکن گزشتہ چند دہوں سے جمہوریت کے نام پر مطلق العنانی کا جو دور چل رہا ہے اس سے ملک میں جمہوری اقدار کی پامالی ہورہی ہے۔ پارلیمنٹ میں اکثریت کی بنیاد پر من مانی انداز کی قانون سازی اس بات کا ثبوت ہے کہ عوام کو صرف ووٹ ڈالنے کی آزادی کی حد تک محدود کردیا گیا۔ حکومت کی غلط کارکردگی پر سوال اٹھانا یا حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کرنا اب ملک سے غداری تصور کی جارہی ہے۔ دستور کی جانب سے شہریوں کو عطا کردہ بنیادی حقوق کے معاملے میں بھی کئی پابندیاں عائد کردی گئیں۔ ان میں مذہبی آزادی کا حق ایک بنیادی حق ہے۔ لیکن حکومت یکساں سول کوڈ کے نام پر مذہبی آزادی کے حق کو ختم کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہی۔ ان دنوں یونیفارم سول کوڈ کی گونج ملک کے مختلف علاقوں میں سُنی جارہی ہے۔ ملک کی بعض ریاستوں نے یہ اعلان بھی کردیا کہ وہ اپنی ریاست میں اسے نافذ کرنے کی تیاری کر چکے ہیں۔ اسی طرح اظہار خیال کی آزادی کا حق بھی ایک دستوری حق ہے۔ لیکن حالیہ عرصہ میں دیکھا گیا کہ جن افراد اور تنظیموں نے اس حق کا استعمال کرتے ہوئے حکومت کو آئینہ بتانے کی جرات کی انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا۔ ملک میں جمہوریت کے استحکام کے دعوے تو کئے جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اب جمہوریت محض ایک نعرہ بن کر رہ گئی۔ زندگی کے کسی شعبہ میں جمہوری کردار نظر نہیں آرہا ہے۔ صرف ایک طبقہ کی مرضی کو قانون کا درجہ دے دیا گیا۔ عام شہریوں کے حقوق اور ان آزادیوں کا تحفظ اب ایک خواب بن کر رہ گیا۔ دستوری اداروں کی منفرد شناخت کو ختم کر کے حکومت اپنے عزائم کو پورا کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ یہ صورت حال ملک میں جمہوریت کے مستقبل کے تعلق سے کوئی خوش آئند علامت نہیں ہے ہندوستان کے دستور نے سیکولرازم کے نظریہ کو اہمیت دیتے ہوئے اسے اپنے دستور کے دیباچہ میں بیان کیا ہے۔ ہندوستان کا سیکولر نظریہ یوروپ کے سیکولرازم سے بالکل الگ ہے۔ ہندوستان کے دستور کے تحت جس سیکولرازم کی بات کی گئی وہ مذہب کے مخالف لادینی نظریہ نہیں ہے۔ ہندوستان میں سیکولرازم کی تشریح یہ کی گئی کہ مملکت کا کوئی سرکاری مذہب نہیں ہوگا اور مذہب کی بنیاد پر کسی فرد کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جائے گا۔ یہ بات بھی وضاحت کے ساتھ کہی گئی کہ ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ ہندوستان کئی مذاہب کا گہوارا ہے اس لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ حکومت کسی مذہب کی سرپرستی نہ کرے۔ دستور کی تدوین کے کئی دہوں تک ملک میں سیکولر روایات کا پاس ولحاظ رکھا جاتا رہا۔ لیکن اب سیکولرازم کی دہائی دے کر حکومت جس انداز میں اس کی خلاف ورزی کر رہی ہے اس کی مثال گزشتہ چار دن پہلے ایودھیا میں ہوئے رام مندر کی افتتاحی تقریب سے دی جاسکتی ہے۔ 22 جنوری 2024 کو ملک کے وزیر اعظم نریندر مودی نے ایودھیا میں ایک نامکمل مندر کا افتتاح کرتے ہوئے ملک کے سیکولرازم کے تعلق سے کئی شبہات پیدا کردئے۔ ایک مذہبی تقریب کو سیاسی رنگ دیتے ہوئے ایودھیا میں جو کچھ ہوا یہ سیکولرازم کی تعریف میں نہیں آتا۔ وزیر اعظم پورے ملک کے سربراہ ہیں وہ کسی خاص مذہب کے نمائندے نہیں ہیں۔ لیکن انہوں نے اپنے منصب کا خیال نہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے رام مندر کا افتتاح کر کے ملک کی دیرینہ روایات کی خلاف ورزی کی۔ متنازعہ رام مندر کا افتتاح ہندوؤں کے کو مذہبی پیشوا انجام دیتے تو یہ مانا جاسکتا تھا کہ ابھی ملک میں سیکولرازم کی قدریں زندہ ہیں۔ افسوس کہ وزیر اعظم نے سیاسی مفادات کے پیش نظر آئین ہند کے اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ خود ہندو مذہب کے سرکردہ شنکر آچاریوں اور اپوزیشن پارٹیوں کے قائدین نے رام مندر کی افتتاحی تقریب کو ایک سیاسی تماشہ قرار دے دیا۔ یوم جمہوریہ کے اس اہم دن اس بات کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ جمہوریت کے اس طویل سفر کے دوران جن انتشار پسند طاقتوں نے ملک میں جمہوریت کو کمزور کرنے اور سیکولر تانے بانے کو توڑنے کی منظم کوشش کی ان کے خلاف حکومت نے کیا کاروائی کی۔ "کثرت میں وحدت" اس ملک کی ایک منفرد شناخت ہے۔ لیکن اب یہاں ایسے عناصر سر اٹھارہے ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اس ملک کی رنگارنگی کو ختم کر کے اسے ایک رنگ دے دیا جائے۔ عوام کے کھانے پینے سے لے کر ان کے لباس پر بھی سوال اٹھائے جارہے ہیں۔ کس کو کیا کھانا ہے یہ بھی اب ہندوتوا طاقتیں طے کرنے لگی ہیں۔ ایک خاص تہذیب کو بزور طاقت ملک کے تمام افراد پر مسلط کرنے کی کوشش برسوں سے جاری ہے۔ انتشار پسند طاقتوں کو حکومت کی مبینہ تائید کے نتیجہ میں ملک میں ایک ایسی فضاء بن رہی ہے جہاں نفرت اور تعصب کے سوا کچھ اور نہیں دکھائی دے رہا ہے۔ اشتعال انگیز بیانات کے ذریعہ وہ زہر گھولا جارہا ہے جس کا اثر صدیوں تک باقی رہے گا۔ 22 جنوری کو ایودھیا میں رام مندر کے حوالے سے جو زہر اگلا گیا اس سے ملک میں فرقہ پرستی کو اور بڑھاوا ملے گا۔ برسر اقتدار پارٹی یہی چاہتی ہے کہ ملک میں خوف کا ماحول پیدا کر کے اس سے سیاسی فائدہ اٹھایا جائے۔ ملک اس وقت جس نازک دور سے گزر رہا ہے اس میں جمہوریت اور سیکولرازم کی برقراری کے لئے کئی خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔ فسطائی قوتیں اب کھلے عام ان نظریات کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ یوم جمہوریہ کے موقع پر ملک کی سیکولر عوام اور بالخصوص سیکولر پارٹیوں کو بھی اپنا محاسبہ کرنا ضروری ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ملک کی سیکولر پارٹیوں نے بھی اپنا فرض صحیح انداز میں نہیں نبھایا۔ آج فرقہ پرست طاقتوں کو جو عروج حاصل ہوا ہے وہ دراصل سیکولر پارٹیوں کی غلط حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔ سیکولر پارٹیوں نے بھی نرم ہندوتوا کا راستہ اختیار کیا اس کے نتیجہ میں ملک بحران کا شکار ہوگیا۔ یہ پارٹیاں اگر اپنے نظریات پر قائم رہتیں تو ملک میں فرقہ پرستی کا سیلاب اس قدر تیزی سے آگے نہ بڑھتا۔ اس ملک کا المیہ یہ رہا کہ جارحانہ فرقہ پرستی کے زہر کو ختم کرنے کے لئے سیکولر طاقتوں نے ٹھوس اقدامات نہیں کئے۔ مختلف نوعیت کے سیاسی مفادات سیکولر پارٹیوں کے درمیان ٹکراتے رہے اس کا فائدہ سیاسی طور پر بی جے پی اٹھاتی رہی۔ اب جب کہ لوک سبھا الیکشن کا مرحلہ آچکا ہے۔ لیکن سیاسی طور پر بی جے پی کو شکست دینے کے لئے سیکولر پارٹیوں کے درمیان کوئی مضبوط اور پائیدار اتحاد ہوتا نظر نہیں آرہا ہے۔ انڈیا الائنس کے نام پر سیکولر پارٹیوں کے درمیان ایک پلیٹ فارم تو تیار ہوا ہے لیکن اس کے کیا خاطر خواہ نتائج سامنے آئیں گے اس بارے ابھی کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ ہر پارٹی اپنی برتری چاہنے لگے تو ایسا محاذ بی جے پی کو کیسے اقتدار میں آنے سے روک سکے گا؟ ملک میں جمہوریت کے تحفظ اور سیکولرازم کی برقراری کے لئے سیکولر پارٹیوں کو ایثار و قربانی سے کام لینا ہوگا۔ اٹھارویں لوک سبھا کا الیکشن ایک ایسے وقت ہورہا ہے جب کہ ملک میں ایک قوم۔ ایک الیکشن کی بات کی جارہی ہے۔ رام مندر کے افتتاح کے موقع پر وزیر اعظم نے اپنے خطاب میں جو باتیں بیان کی ہیں اس کے بین السطور سے واضح ہوتا ہے کہ سنگھ پریوار نے ایک جمہوری اور سیکولر ملک کو "ہندو راشٹر" میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اس گھڑی کے آنے سے پہلے ہندوستانی عوام کو بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ یوم جمہوریہ کے اس دن کو ہندوستانی عوام محض ایک رسمی تہوار کے طور پر منانے کی عادی ہوجائے تو اس سے نہ جمہوریت کا تحفظ ہوگا اور نہ سیکولرازم کی بقاء ممکن ہے۔ ملک کی یکجہتی اور سالمیت کو باقی رکھنے کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ فسطائی طاقتوں کو لگام دینے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں تاکہ ملک ترقی کر سکے اور عوام بھی سکون و اطمینان کے ساتھ رہ سکیں۔

یوم جمہوریہ اور ہمارا ہندوستان

ڈاکٹر سید فرحان غنی

ہندوستان میں جمہوریت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی، ملک میں جمہوریت کا گلا گھوٹا جارہا ہے اور جمہوریت کو پیروں تلے روندا جارہا ہے۔ حالات تو یہ ہوگئے ہیں کہ وزیر اعظم نریندر مودی اپنا سارا سرکاری کام چھوڑ کر دھرم کا پرچار پرسار کررہے تھے۔ آج ہم یوم جمہوریہ کا 75 واں جشن منانے جارہے ہیں۔ 26 جنوری 1950 کو ہمارا ملک ایک جمہوری ملک قرار پایا، جس میں یہ کہا گیا کہ یہاں ہر مذہب کے ماننے والوں کو یہ آزادی ہوگی کہ وہ بغیر کسی ڈر اور خوف کے رہ سکیں اور ملک کی سالمیت اور یکجہتی کو قائم رکھا جائے گا لیکن آج جمہوریت آئی سی یو میں اپنی زندگی کی آخری سانس لے رہا ہے۔ امید ہے کہ 2024 میں اس کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے نکالا جائے گا اور ہم اس کے کریا کرم کی تیاری کررہے ہونگے۔ حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت کی بنیاد اُسی وقت ہِل گئی تھی جب 6 دسمبر 1992 کو بابری مسجد شہید کردی گئی تھی۔ جمہوریت کا جنازہ اس وقت نکل گیا جب سپریم کورٹ نے 9 نومبر 2019 کو بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کا حکم سنایا۔ سپریم کورٹ نے بابری مسجد کو منہدم کرنے کے اقدام کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے وہاں مندر تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ سپریم کورٹ کا یہ کہنا کہ بابری مسجد کو غیر قانونی طریقہ سے توڑا گیا اور مندر توڑ کر مسجد نہیں بنائی گئی تھی اس کے باوجود وہاں مندر تعمیر کرنے کی ہدایت دینا جمہوریت کا جنازہ نکالنے کے مترادف ہے۔ دراصل جب سے نریندر مودی حکومت نے باگ ڈور سنبھالا ہے تب سے جمہوریت کا گلا گھوٹنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ 2014 کے عام انتخاب میں نریندر مودی نے اپنے انتخابی منشور میں بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کرانے کا وعدہ کیا تھا اور انہوں نے یہ وعدہ اقتدار سنبھالنے کے بعد پورا کردیا۔ نہ صرف رام مندر تعمیر کا وعدہ پورا کیا بلکہ 22 جنوری 2024 کو اس آدھے ادھورے رام مندر کا افتتاح بھی کردیا۔ یہ الگ بات ہے کہ آدھے ادھورے مندر کے افتتاح پر کئی سوال بھی اُٹھے۔ ہندوؤں کے دھرم گروؤں کا کہنا تھا کہ ادھورے رام مندر کا افتتاح غلط ہے۔ رام مندر جب پوری طرح تیار ہو جائے تب اس کا افتتاح ہونا چاہئے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رام مندر کے افتتاح میں جلد بازی ایک سوچی سمجھی سازش ہے اور اس کے پیچھے چناوی سیاست کام کررہی ہے۔ ہندوؤں کے چار پیٹھ استھاپت ہیں اور ان میں چار شنکراچاریہ ہیں اور ان کا وہی مقام ہے جو عیسائیوں میں پوپ کا ہے اور جو بدھوں میں دلائی لامہ کا ہے، وہی درجہ ان چار شنکراچاریوں کا ہے۔ آخر کیا وجہ ہوئی کہ یہ چاروں شنکراچاریہ رام مندر کے افتتاحی تقریب میں شامل نہیں ہوئے؟ ان کا صاف کہنا تھا کہ ادھورے مندر کا افتتاح کرنا صحیح نہیں ہے۔ جب تک مندر پورا نہیں بن جاتا اور جو کلش استھاپت ہوتا ہے وہ استھاپت نہیں ہوجاتا تب تک پران پرتشٹھا کرنا غلط ہے۔ لیکن وزیر اعظم نریندر مودی نے سارے اختلافات کو درکنار کرتے ہوئے آخرکار بابری مسجد کی جگہ رام مندر کا افتتاح پورے مذہبی رسم ورواج اور شان وشوکت کے ساتھ کردیا۔ آپ کو یاد دلاتے چلیں کہ وزیر اعظم نریندر مودی نے ایودھیا میں رام مندر کا سنگ بنیاد 5 اگست 2020 کو رکھا تھا۔ بہرکیف آدھے ادھورے رام مندر کی پران پرتشٹھا کردی گئی۔ پران پرتشٹھا کا مطلب یہ ہے کہ رام کے مجسمہ میں روح ڈال دی گئی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے باوجود رام بولنے اور سمجھنے سے قاصر ہیں اور مجسمہ کے مجسمہ ہی بنے رہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ کچھ سالوں میں ان کے یہاں لوگ رام کو بھول جائیں گے اور نریندر مودی رام کی جگہ لے لیں گے۔ بہرحال 22 جنوری 2024 کو ایک نئی تاریخ رقم کی گئی۔ اس دن پورے ملک میں دیوالی منائی گئی اور رات بھر پٹاخے چھوڑے گئے۔ آپ کو بتاتے چلیں کہ رام کے مجسمہ کو 114 گھڑے پانی سے نہلایا گیا اور یہ پانی ملک کے طول وعرض کی مختلف زیارت گاہوں سے لائے گئے جو جڑی بوٹیوں والے پانی تھے۔ اس پران پرتشٹھا کی تقریب میں شامل ہونے والوں کے لئے پرشاد بھی تقسیم کئے گئے۔ رام مندر کے افتتاحی تقریب سے جہاں کروڑوں ہندوؤں کو خوشی نصیب ہوئی وہیں مسلمانوں کے لئے یہ لمحہ اذیت بھرا رہا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ افتتاحی تقریب میں نہ صدر جمہوریہ نہ نائب صدر جمہوریہ نہ امت شاہ نہ بے جے پی نندانہ ایل کے اڈوانی نہ مرلی منوہر جوشی تشریف لائے البتہ ناچنے گانے والی جو ہمیشہ نیم عریاں لباس میں رہتی ہیں یعنی کنگنا رناوت ضرور موجود تھیں۔

بقیہ: تو ہم پرستی......

دریائے گنگا میں پانچ منٹ تک ڈبوئے رکھا جس کی وجہ سے بچے کی موت ہوگئی۔ ان کا خیال تھا کہ دریائے گنگا کا پانی ان کے بیمار بچے کو صحیح کردے گا۔

بقیہ: یوم جمہوریہ......

جس کا ہر صفحہ ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں کے خون سے لت پت ہے بقول علامہ اقبال رحمہ اللہ کے "جب پڑا وقت گلستاں کو تو خوں ہم نے دیا، جب بہار آئی تو کہتے ہیں ترا کام نہیں" کے مصداق آج مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکالنے کا قانون بنایا جارہا ہے اس وقت ہمارے ملک پر فاشزم کا حملہ ہوگیا ہے، جس سے ملک کا پورا نظام تہس نہس ہوگیا ہے، ہر طرف بدامنی پھیلتی جارہی ہے، اس فاشزم طاقت کو یہاں کا میل جول ہندو مسلم اتحاد بالکل پسند نہیں چند فرقہ پرست عناصر ہیں جنہیں ملک کی گنگا جمنی تہذیب اور اس کا سیکولر نظام بالکل پسند نہیں، وہ ساری اقلیتوں کو اپنے اندر جذب کرنے یا ان کا صفایا کرنے یا ملک کے جمہوری ڈھانچے کو تبدیل کرنے کیلئے بے تاب ہے، بڑے تعجب کی بات ہے کہ جن کا جنگ آزادی میں کوئی رول نہیں ملک کی تعمیر میں کوئی کردار نہیں بلکہ جن کے سروں پر ہزاروں فسادات خون خرابا اور اربوں کھربوں تباہی کا قومی گناہ ہو جو عوامی مجرم ہوا ان کے نظریات کی کیوں اور کیسے تائید کی جاسکتی ہے؟ اور کیا ایسے لوگوں سے ملک کی خوبصورت جمہوریت کی بقاء کی توقع کی جاسکتی ہے؟ اس وقت ملک ایک تلخ تجربہ سے گزر رہا ہے، ملک بھر میں حتی کہ مدرسوں میں بھی پورے جوش وخروش کے ساتھ جشن جمہوریہ منایا جارہا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اب اس ملک میں کوئی بھی محفوظ نہیں ہے اے کاش آج کے دن آئین کے تحفظ وبقا کیلئے قسمیں کھائی جاتیں نفرت بھرے ماحول کو امن میں تبدیل کرنے کی بات کی جاتی، مساوات کو یقینی بنائے جانے کا بھروسہ دلایا جاتا، ملک کو دشمن عناصر اور نفرت انگیز فکر پھیلانے والوں کو پابند سلاسل کیا جاتا۔ یوم جمہوریہ کے موقع پر افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اب ہندوستان میں جمہوریت کا صرف نام رہ گیا ہے ملک آمریت کی طرف گامزن ہے۔

بقیہ: مسلمانوں کی یکطرفہ کاروائی......

سے بتایا کہ نارائن رانے کا بیٹا نتیش رانے اور مقامی رکن اسمبلی گیتا جین نے مقامی لوگوں سے بدزبانی کی تھی۔ پولیس سے کہا کہ اگر پانچ منٹ کے لیے پولیس ہٹادی جائے تو ہم ان کو سبق سکھادیں لیکن ایسے لوگوں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ کل وی ایچ پی کی جانب سے ایک جلوس اسی علاقہ میں نکلنے والا تھا جس کو اجیت پوار جی کے کہنے پر روک دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی پولیس کمشنر کی نگرانی میں امن کمیٹی کی میٹنگ بھی ہوئی تاکہ ماحول پرامن ہو سکے۔ سید جلال الدین نے کہا کہ جن مسلمانوں کے خلاف غلط مقدمات درج کیے گئے ہیں ان کو بھی ختم کرایا جائے گا اور کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دی جائے گی۔ ملاقات کرنے والوں میں این سی پی مہاراشٹر کے نائب صدر سلیم سارنگ، این سی پی اقلیتی شعبہ کے جنرل سکریٹری انیس ادریسی، شعیب رومی، امن کمیٹی کے صدر فرید شیخ اور سماجی کارکن عظیم الدین کے علاوہ مقامی لوگ شامل تھے۔

عظیم انصاری، مغربی بنگال

جنگِ آزادی کا ایک عظیم مجاہد

مولوی سید علاؤالدین حیدر

مغلوں نے ہندوستان پر تقریباً تین سو سال تک حکومت کی۔ اس کے بعد انگریزوں نے آہستہ آہستہ ہندوستان کو اپنے قبضے میں کرلیا اور یہاں کے باشندوں کو نہ صرف غلام بنایا بلکہ ظلم وجبر کی انتہا کردی۔ انھوں نے مغلوں کی طرح ہندوستان کو سنوارنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس سونے کی دھرتی کو لوٹ کھسوٹ کر برطانوی حکومت کی معیشت کو مضبوط کرنے کی غرض سے استحصال کی ایسی داستان رقم کی جس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی کہیں نہیں ملتی۔ یہ غلامی بالخصوص مسلمانوں کو راس نہیں آئی اور انھوں نے برادرانِ وطن کو ساتھ لے کر جہدِ آزادی کی شروعات کردی اور اس مشترکہ جدوجہد سے انگریزوں کا زوال شروع ہوا۔ جنگِ آزادی کے ان متوالوں نے 1857 میں ہی اپنے عزم کا بھرپور مظاہرہ کیا اور پھر مڑکر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔ حصولِ آزادی کے لیے وہ لگاتار کوششیں کرتے رہے۔ ہندوستان نے ایک طویل جدوجہد کے بعد آزادی حاصل کی اور اس کے لیے ہمارے اجداد نے بے مثال قربانیاں پیش کیں۔ انھوں نے بادِ مخالف میں تحریکِ آزادی کی شمعیں جلائیں اور قید و بند کی بے شمار صعوبتیں جھیلیں، یہاں تک کہ ہنستے ہنستے تختۂ دار پر بھی چڑھ گئے۔ ان جانبازوں کے پرعزم حوصلوں اور امنگوں کی باتیں سن کر خوشگوار حیرت ہوتی ہے۔ اور یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں ہے۔ انگریزوں نے مظالم کے پہاڑ توڑ ڈالے۔ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی اپنائی۔ فرقہ وارانہ ماحول پیدا کیا، منافرت پھیلائی، مطلب انھوں نے کچل ڈالنے کے لیے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا لیکن قربان جائیے ان بہادر اور جانباز مجاہدینِ آزادی کے متوالوں پر، جنھوں نے ہر حال میں انگریزوں اور ان کے ہم نواؤں کا جم کر مقابلہ کیا اور اپنی قربانیاں دیں جس کی وجہ سے ہمیں یہ آزادی نصیب ہوئی۔ معروف مورخ اشوک مہتہ کے مطابق 1857 کی بغاوت صرف ایک سپاہی بغاوت نہیں تھی بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی تھی۔ یہ ایک طرح کا آتش فشاں تھا اور اس کے دھماکے سے کچھ دبی ہوئی۔ چنگاریوں کو بھی باہر آنے کا موقع نکل آیا۔ یہاں یہ بات واضح کردوں کہ انگریزوں نے اس جہدِ آزادی کو بغاوت کا نام دے رکھا تھا۔ نوآبادیاتی مورخین اور بعد میں ان کے پیروکاروں کے ذریعہ 1857 کی جنگِ آزادی کو مقامی واقعہ کا رنگ دینے کی پرزور کوششیں کی گئیں اور انھوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ شمالی ہندوستان کے میدانی علاقوں سے باہر کے خطوں پر اس کا اثر بہت کم رہا جبکہ بات ایسی نہیں تھی بلکہ پورا ہندوستان آزادی کے جذبے سے سرشار انگریزوں سے برسرِ پیکار تھا۔ 1857 میں لکھنؤ، جھانسی، میرٹھ، کانپور (یوپی)، دلی، آرہ (بہار)، اور بارکپور (مغربی بنگال) میں جو بغاوت ہوئی اس سلسلے میں اکثر مورخین نہ جانے کیوں چپ سادھ لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شمالی ہندوستان سے باہر کے برادرانِ وطن نے کچھ کم ہمت نہیں دکھائیں۔ اگر ہم بہ نظرِ غائر مطالعہ کریں تو دیکھیں گے کہ پورے ملک میں بہادری کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں اور ہم ان کی شجاعت اور دلیری کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ حیدرآباد کے مولوی سید علاؤالدین حیدر کی انگریزوں کے خلاف بہادری کی لڑائی ایسی ہی ایک زبردست داستان ہے جسے بڑی حد تک فراموش کردیا گیا ہے۔ یادگار کے طور پر کچھ اگر باقی بھی ہے تو ان کی قربانیوں کو دیکھ کر ہمیں کچھ کم ہی لگتا ہے اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کی عظیم قربانی کے لیے بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ سنٹر فار دکن اسٹڈیز کے سکریٹری سجاد شاہد کا کہنا ہے کہ طلباء کو ایسی اہم شخصیات سے متعارف کرانے کی اشد ضرورت ہے اور ساتھ ہی ان کی توجہ مبذول کرانے کے لیے آج تیزی سے بدلتی دنیا میں نئے طریقے اپنانے کے بارے میں بھی سنجیدگی سے سوچنا چاہیئے۔ ہندوستان کی تحریکِ آزادی میں مسلمانوں کا کردار اہم اور نمایاں رہا ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ رہی کہ انگریزوں نے مسلمانوں سے ہی اقتدار چھینا تھا۔ جنگِ آزادی کی ابتدا 1857 میں ہی ہوگئی تھی، اس بات سے زیادہ تر مورخ متفق ہیں۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ 1857 میں میرٹھ کی بغاوت کی خبر جب حیدرآباد پہنچی تو مسجدوں، مندروں، گرجا گھروں اور چوراہوں پر پوسٹر چسپاں نظر آئے جس میں نظام اور عوام سے یہ استدعا کی گئی تھی کہ وہ انگریزوں کے مظالم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں لیکن نظام افضل الدولہ نے اپنے امراء اور سرداروں کے ساتھ انگریزوں کا ساتھ دیا، ورنہ حیدرآباد کی تاریخ جنگِ آزادی کے پس منظر میں کچھ اور ہی ہوتی۔ یہاں یہ بتاتا چلوں کہ نظام نے 1800 عیسوی میں ہی انگریزوں سے Subsidiary Alliance کرلی تھی۔ ریاست حیدرآباد کا آصف جاہ دوئم دوسری (1803-1805) اور تیسری مراٹھا جنگ (1817-1819) اور اینگلو میسور جنگ میں برطانیہ کا اتحادی تھا اور 1857 کی جنگِ آزادی کو کچلنے میں اس نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ اس زمانے میں طرہ باز خان اور مولوی علاؤالدین جیسے عظیم مجاہدِ آزادی بھی تھے جو جان و مال کی پرواہ کئے بغیر انگریزوں سے بھڑ گئے۔ مولوی علاؤالدین کا پورا نام سید علاؤالدین حیدر تھا۔ ان کے والد کا نام حفیظ اللہ تھا۔ وہ 1824 میں ریاست حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک مبلغِ دین اور مکہ مسجد، حیدرآباد کے امام تھے۔ ان کے علم وتقویٰ کا ریاست حیدرآباد میں کافی شہرہ تھا۔ وہ فارسی، اردو اور تیلگو زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ ہندوستان کی تحریکِ آزادی میں انھیں مولوی علاؤالدین کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ وہ غازی کی طرح جینا اور شہید کی طرح مرنا چاہتے تھے۔ 1857 کی جنگِ آزادی میں ان کا بہت اہم کردار رہا ہے۔ 17 جولائی 1857 کو حیدرآباد کی برطانوی ریزیڈنسی پر حملے میں ان کا اہم کردار تھا۔ اپنے دوست طرہ باز خان اور دیگر مجاہدینِ آزادی کے ساتھ مل کر کیا گیا حملہ سالار جنگ کی دھوکہ دہی کے بدولت ناکام رہا۔ جس کے نتیجے میں برطانوی افواج نے انھیں گرفتار کرلیا اور عمر قید کی سزا سنائی۔ ریزیڈنسی پر ہوئے حملے کی خونی کہانی ان کے محب وطن ہونے کا بین ثبوت ہے۔ یہ پہلے قیدی اور مجاہدِ آزادی ہیں جنھیں انڈمان ونکوبار جزائر میں کالے پانی کی سزا دی گئی۔ ان کی گرفتاری کی کہانی بھی دلچسپ ہے۔ ریزیڈینسی کے حملے میں پسپا ہونے کے بعد وہ بھاگ کر کنڈا پہنچے اور پھر وہاں سے منگلی پلی پہنچے، جہاں وہ ڈیڑھ سال تک پیر محمد نام کے ایک شخص کے مکان میں روپوش رہے لیکن ایک وبا کے دوران جب انھوں نے بیماری سے شفا پانے کے لیے تعویذ دیا تو ان کی پہچان وہاں ظاہر ہوگئی اور پھر نظام کے فوجیوں کو انھیں گرفتار کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ تقریباً 30 سال جیل میں رہنے کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ آیئے ان کے کردار کو اجاگر کرنے سے پہلے حیدرآباد کی تحریکِ آزادی کا پس منظر بھی دیکھ لیں۔ نظام کے سپاہیوں میں جو ہندوستانی سپاہی تھے، انھوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپاہیوں کے خلاف بغاوت کردی۔ ان باغیوں میں سب سے نمایاں نام جمعدار چیدا خان کا تھا۔ ہوا یوں کہ حیدرآباد کی 3rd Cavalry کو جب دلی کوچ کرنے کا حکم نامہ ملا تو ان لوگوں نے اسے انگریزوں کی ایک سازش سمجھا۔ چیدا خان، دوسرے 15 سپاہیوں کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا اس امید کے ساتھ کہ اسے نظام کی سرپرستی حاصل ہوجائے گی۔ لیکن جیسے ہی وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حیدرآباد پہنچا، نظام کے وزیر میر توراب علی خان نے اسے گرفتار کرلیا اور Resident کے حوالے کردیا۔ چیدا خان کے وفادار ساتھیوں میں جن کے نام تاریخ کے صفحات میں محفوظ رہ گئے ہیں، وہ ہیں شیو چرن، مادھو داس، انوپ سنگھ، کشن داس، لال خان اور قادر خان۔ مولوی علاؤالدین نے 17 جولائی 1857 کو جمعہ کی نماز میں مقتدیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ چیدا خان اور اس کے ساتھیوں کی رہائی کی حمایت میں آگے بڑھیں اور اپنی جان کی پرواہ نہ کریں اور یہ بھی اعلان کیا کہ وہ خود بھی شہادت کے لیے تیار ہیں۔ وزیر اعظم سالار جنگ نے ریزیڈینسی پر حملہ نہ کرنے کی تلقین کی لیکن مولوی علاؤالدین اپنے ہمنواؤں کے ساتھ بیگم بازار پہنچ گئے اور روہیلہ رہنما طرہ باز خان کے ساتھ مل کر اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے میں لگ گئے۔ اس بابت مورخ ڈاکٹر ڈی۔ آر سراسمیم ریڈی نے لکھا ہے کہ طرہ باز خان اور دوسرے باغیوں نے اپنے ہاتھوں میں پرچم لئے ہوئے کوٹی (Koti) میں تعمیر شدہ British Residency کو گھیر لیا اور پانچ ہزار روہیلوں، انگریز آمخالف طلباء اور عوام کو لے کر ریزیڈنسی پر حملہ کیا۔ اسی درمیان مولوی علاؤالدین بھی اپنے ہمنواؤں کے ہمراہ جنوب۔ مغرب کی طرف پتلی (Putli) سے نکلے اور طرہ باز خان کے ساتھ اس مہم میں شامل ہوگئے۔ واضح ہو کہ طرہ باز خان مولوی علاؤالدین کو اپنا روحانی پیشوا مانتا تھا۔ ریزیڈنسی کے مغربی دیوار کی طرف عین صاحب اور جے گوپال داس کے گھر تھے۔ ان لوگوں نے اس عظیم مہم کے لیے اپنے گھروں کو خالی کردئے اور شام ساڑھے چھ بجے مولوی علاؤالدین اور طرہ باز خان کے ہمنواؤں نے ریزیڈینسی کو چاروں طرف سے محصور کرلیا اور دیوار کو منہدم کر کے وہ ریزیڈینسی کے باغیچے کے دروازے سے اندر داخل ہوگئے۔

یوم جمہوریہ تنفیذ دستور کا دن: صحیح نفاذ کے انتظار میں

ڈاکٹر سعید اللہ ندوی

آزاد ہند کی تاریخ میں دو دن نہایت اہم ہیں ایک 15 اگست جس دن وطن عزیز کو برٹش کے پنجے استبداد سے آزادی نصیب ہوئی اور وطن عزیز کے باشندوں نے طویل انتظار میں سانس لی اور دوسرا مبارک دن 26 جنوری ہے جس دن وطن عزیز میں اپنے ملک نفاذ ہوا، ملکی دستور کو وضع کرنے کی ذمہ داری ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر صاحب کی قیادت میں 29 اگست 1947 کو سات افراد پر مشتمل کمیٹی کے سپرد کی گئی اور اس کمیٹی نے دو سال گیارہ ماہ اور 18 روز کے عرصے میں ملکی دستور بنا کر پیش کیا اور 26 جنوری 1949 کو اس دستور کو قبول کرلیا گیا اور 24 جنوری 1950 کو ایک اجلاس میں تمام ارکین نے اس نے دستور کی منظوری پر دستخط ثبت کردیے اور 26 جنوری 1950 کو یہ نیا دستور پورے ملک میں نافذ کردیا گیا اور اسی سال پہلاں یوم مہوریہ منایا گیا اسی طرح 15 اگست 1947 کو ملک آزاد ہوا اور 26 جنوری 1950 کو ملک جمہوری ہوگیا اور یہ دونوں دن ملک کی تاریخ کے یادگار دن قرار پائے اور دستور ہند کے ابتدائی حصے میں لکھا گیا کہ ہم ہندوستانی عوام یہ تجویز کرتے ہیں کہ ہندوستان آزاد سماجوادی جمہوریہ ہندوستان کی حیثیت سے وجود میں لایا جائے جس میں تمام شہریوں کے لیے سماجی معاشی سیاسی انصاف آزادی خیال اور اظہار رائے کی آزادی عقیدہ ومذہب اور عبادات، انفرادی تشخص اور احترام کو یقینی بنایا جائے گا اور ملک کی سالمیت اور یکجہتی کو قائم دائم رکھا جائے گا پھر 1971 میں اندرا گاندھی نے دستور کے اس ابتدائیہ میں لفظ سیکولر کا اضافہ کردیا

حکومت

کے بعد آزادی کی فضا

کے دستور کا

بے مثال

26 جنوری کو اسی دستور کی حمایت میں یوم جمہوریت منا کر شہیدان وطن اور دستور کو نافذ کرنے والوں کو گلہائے عقیدت پیش کیا جاتا ہے لیکن موجودہ وقت میں کچھ فرقہ پرست عناصر ملک کے دستور سے چھیڑ چھاڑ کی کوشش کررہے ہیں اور اقلیتی فرقے کو کھلے عام قتل کی دھمکی دے کر دستور ہند کا مذاق اڑارہے ہیں عدلیہ اور پولیس کو کھلے عام چیلنج کررہے ہیں ان کا مقصد صرف اور صرف ملک کے پرامن ماحول کو خراب کرنا اور اقلیتی اکثریتی فرقوں کے درمیان نفرت کی دیوار حائل کر کے سیاسی مفاد کو حاصل کرنا ہے وہ اپنے مفاد کو ملک کے دستور سے زیادہ مقدم سمجھتے ہیں لیکن اس ملک کی اکثریت آج بھی امن پسند ہے گنگا جمنی تہذیب کی حامل ہے اور ملک کے دستور پر مکمل اعتماد کرتی ہے اور ان فرقہ پرستوں کے منصوبوں سے اچھی طرح واقفیت رکھتی ہے۔ لہٰذا اس ملک کی بقا کے لیے ضروری ہے کہ بلا تفریق مذہب وملت ہم متحد ہوکر دستور ہند کی حفاظت کریں اور ان فرقہ پرست ذہنیت کے حاملین سے ملک کو بچائیں۔ ہمارے ملک کے سیکولر دستور میں ہر ایک کا خیال رکھا گیا ہے۔ جمہوری قانون کے اعتبار سے اس ملک کے قانون کا مطالعہ کیا جائے تو ہمارے ملک کا قانون بہت مرتب اور متنوع ہے اور اس میں ہر طبقہ کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے اور کسی طرح کی تفریق سے صاف رکھا گیا ہے۔ اگر ہندوستانی عوام یہاں کی حکومت اور عدلیہ سب کے سب یہاں کے قانون کی مکمل طور پر پاسداری اور رعایت کرنے لگیں تو یہ ملک حقیقی معنی میں جمہوری ملک بن جائے گا اور پھر کسی طبقہ کو کسی سے شکایت نہیں رہ جائے گی۔